مسیحیت کا
نادان وکیل

ابو احمد شہاب فخری
مکان 6 گلی 9 پیر شیخ شہاں روڈ
چرک بوڑی والا بھوگیوال
باغبانپورہ لاہور نمبر 9

مصنّفہ

پروفیسر غلام نبی مسلم ام-اے

شائع کردہ

اسلامی مشن سنت نگر لاہور

البقرۃ ۲ — آیۃ ۱

قُلْ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّجِبْرِيْلَ فَاِنَّهٗ نَزَّلَهٗ عَلٰى
کہہ جو کوئی دشمن ہے واسطے جبریل کے پس تحقیق اتارا ہے اس کو اوپر
قَلْبِكَ بِاِذْنِ اللّٰهِ مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ وَهُدًى
دل تیرے کے ساتھ حکم اللہ کے سچا کرنیوالا اس کے کہ آگے ہے اس کے اور ہدایت
وَّبُشْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝ مَنْ كَانَ عَدُوًّا لِّلّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ
اور خوشخبری واسطے ایمان والوں کے اور جو کوئی دشمن ہے اللہ کا اور فرشتوں کا
وَرُسُلِهٖ وَجِبْرِيْلَ وَمِيْكٰلَ فَاِنَّ اللّٰهَ عَدُوٌّ لِّلْكٰفِرِيْنَ ۝
اور رسولوں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا پس تحقیق اللہ دشمن ہے واسطے کافروں کے

اشاعت :۔ اسلامی مشن سنت نگر۔ لاہور

طباعت :۔ سید سنز اردو بازار۔ لاہور

کتابت :۔ عبدالمجید امجد خوشنویس لاہور

مسیحیت کا نادان وکیل

ہمارے قارئین کے لئے پادری برکت اے خان کی ذات شریف کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ آپ اکثر اسلام، قرآن اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف زہر چکانی کرتے رہتے ہیں۔ حال ہی میں مخترم "سعید بن وحید مبلغ اسلام کراچی" کے نام ان کے ایک مکتوب کی سائیکلو سٹائل نقل ہمیں بھی ملی ہے۔ جس میں آپ نے پرانی روش کو برقرار رکھا ہے۔

مکتوب کے آغاز میں پادری صاحب نے مخترم سعید بن وحید کی تصنیف "فرزندانِ توحید کا پیغام بندگانِ تثلیث کے نام" میں مختلف مقامات سے بعض الفاظ درج کر کے انہیں بدزبانی ٹھہرایا ہے۔

بلاشبہ کسی مذہب، اس کے اکابر یا تعلیمات سے متعلق تلخ نوائی قابل ستائش نہیں۔ اور اپنا نقطۂ نظر پیش کرتے وقت نچے تلے الفاظ اور دلائل کا سہارا لینا ہی شرافت کی دلیل ہے

لیکن ماسٹر جی کو کسی دوسرے شخص کے خلاف شکایت سے
پہلے اپنی روش کا بھی جائزہ لینا چاہیئے۔

اسلامی مشن کے گذشتہ چند سالوں کے تبلیغی رسالے
اس بات پر گواہ ہیں کہ پادری موصوف نے اپنی کم علمی اور
اسلام سے متعلق ناواقفیت پر پردہ ڈالنے کے لئے ثقاہت
سے گری ہوئی زبان استعمال کی۔ جس کی طرف ہم نے بار بار توجہ
دلائی۔ مگر اس پادری نے اپنے ہم مسلکوں پر سبقت لے
جانے کے جنوں میں اپنی روش کو ترک نہ کیا۔ اور زیر نظر تحریر
میں بھی آپ نے حضرت جبرئیلؑ سے متعلق ایک سے زیادہ
بار لکھا ہے۔

"عیسیٰ المسیح کلمۃ اللہ اور روح اللہ کا اور ابن اللہ کا تجسّم
اور انسانی صورت اختیار کرنا بلکہ کامل مظہر خدا بن کر دنیا میں
آنا یہ ایک ایسا فلسفۂ محبت کا مکاشفہ ہے۔ جس کا
سمجھنا مسلمانوں کے لئے نہایت مشکل ہے۔ جس کو
عربی جبرائیل فرشتہ نہ سمجھ سکا۔ اس کو مسلمان کس طرح
سمجھ سکتے ہیں؟" (ص ۲)

اس پادری کی اس عبارت کو ہم تو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ ہم کسی
اہل عقل و دانش مسیحی عالم سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ ان الفاظ
کا تجزیہ کرکے یہ واضح کریں کہ پادری برکت اے خاں کیا کہہ رہے ہیں؟

نیز "ابن اللہ کے تجسّم" اور "کامل مظہرِ خدا" کی ترکیبات کے مفہوم میں جو تضاد پایا جاتا ہے ۔ اسے پادری صاحب پر واضح کریں ۔ ورنہ ہم جو کچھ عرض کریں گے تو شکایت ہوگی ۔

عربی جبرئیل فرشتہ سے بیزاری کیوں ؟ یہ پادری بھی عجیب مخلوق ہیں ۔ عربی جبرئیل کے لائے ہوئے قرآن سے روز و شب اپنے خداوند مسیحؑ کی صداقت پر استدلال کرتے ہیں اور حضرت مسیحؑ سے متعلق آیاتِ قرآنی (جو جبرائیل کی وساطت سے آنحضرتؐ کے قلبِ اطہر پر نازل ہوئیں) پیش کر کے مسلمانوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی ناپاک کوشش کرتے رہتے ہیں ۔ اور سچ تو یہ ہے کہ اگر عربی جبرائیلؑ کے لائے ہوئے قرآن نے حضرت مسیحؑ کی رسالت اور ان کی والدہ حضرت مریمؑ کی پاک دامنی پر شہادت نہ دی ہوتی اور کروڑوں مشرکوں ، یہودیوں ، گمراہ مسیحیوں اور دیگر اہلِ ادیان کو مسلمان کر کے ان کے دل میں حضرت مسیحؑ اور حضرت مریمؑ کی عظمت قائم نہ کی ہوتی ۔ تو حضرت مسیحؑ اور مریم صدیقہ کے مخالفوں میں مزید ۹۰ کروڑ انسانوں کا اضافہ ہوتا ۔ اپنے خیرخواہوں کے خلاف ایسی تلخی درست نہیں ۔ مگر بچھو نیش زنی میں امتیاز نہیں کر سکتا ۔

پادری جی ! اسی عربی جبرائیلؑ نے مریم کے فرزند مسیحؑ کی ولادت کی بشارت دی تھی ۔ انکار کیسا ؟

اہل الذکر

حیرت کا مقام ہے کہ پادری نہ قرآن سے واقف ہے نہ اسے انجیل کی الہامی زبان آتی ہے۔ نہ اس کے پاس الہامی انجیل حضرت مسیح کی الہامی آرامی زبان میں موجود ہے۔ اور نہ ہی الہامی آرامی انجیل حضرت مسیح کے کسی شاگرد رشید نے تحریر کی۔ اس کے باوجود عربی جبرائیل کے قرآن سے فاسئلوا اہل الذکر کے الفاظ سے یہ استدلال کرنے کے مدعی ہیں۔ کہ مسلمانو! میں پادری برکت اے خاں اہل الذکر ہوں۔ مجھ سے آسمانی تعلیم حاصل کرو۔

ارے مسٹر برکت اے خاں پادری! قرآن حکیم میں انجیل کے لئے کہیں بھی الذکر کا لفظ نہیں آیا۔ الذکر سے مراد قرآن پاک ہے جیسا کہ قرآن حکیم میں ارشاد الہٰی ہے۔

اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحَافِظُوْنَ

ہم نے ہی الذکر (قرآن) کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ دوسرے مقامات پر بھی قرآن ہی کے لئے الذکر الحکیم اور والقرآن ذی الذکر کے الفاظ آئے ہیں۔

اس لئے اہل الذکر سے مراد علمائے اسلام ہیں۔ اور مسلمانوں کو تلقین کی گئی ہے۔ کہ کسی اختلاف یا الجھن کی صورت میں علمائے قرآن کی طرف رجوع کیا کریں۔

یہود اور ولادتِ مسیحؑ

پادری برکت اے خاں الفاظ کے گورکھ دھندے میں کچھ ایسے اُلجھ جاتے ہیں۔ کہ "کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی" کے مصداق کوئی ذی شعور انسان ان کے مفہوم کو سمجھ نہیں پاتا۔ ایک اقتباس اوپر دیا گیا ہے۔ پھر آپ لکھتے ہیں:۔

"بائیل مقدس کے علمِ الٰہیات کے فلسفہ تعلیم میں خدا روح، اور مسیح خداوند کلمۃ اللہ یعنی کلامِ خدا ہے۔ اور کلام خدا تھا اور کلام مجسّم ہوا۔ اس طرح خدائے ازلی ابدی کے کلمۃ اللہ نے اپنے ظہور و تجسیم سے اور اپنی فوق الفطرت قدرت اور الوہیت کے آسمانی جاہ و جلال سے یہ ثابت کیا کہ کلمۃ اللہ انسان کامل موعودہ نبی مسیح اور خدائے کامل کا ظہورِ کامل ہے۔ اور مسیح خداوند منجی عالمین کی ولادت باسعادت بے پدر پر یہودیوں نے ہرگز کوئی الزام تراشی نہ کی تھی۔ یہ عربی جبرائیل کی غلط مخبری ہے۔" صـ۲

ہم ماسٹر پادری کے ہم مشرب مسیحیوں سے عرض کرتے ہیں۔ کہ پادری صاحب کی عبارت کا تجزیہ کر کے بتائیں کہ وہ اس عبارت سے کیا سمجھے ہیں؟ یہ خدا کا کلمۃ اللہ کیا ترکیب اور شے ہے۔ اور کلام اللہ کلمۃ اللہ کس زبان میں ہم معنی اور مترادف الفاظ ہیں۔ عربی جبرائیلؑ نے مسیحؑ کی بے پدر ولادت پر الزام تراشی اور غلط مخبری

کی تھی کہ نہیں البتہ ہم اس جھوٹ سے پردہ اٹھاتے ہیں کہ یہود نے مسیحؑ کی بن باپ ولادت کو بے چون وچرا تسلیم کر لیا تھا؟ یہ پادری کا کذب وافترا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ چاروں انجیلوں میں ایک بھی اشارہ ایسا نہیں ملتا جس میں یہود نے کسی وقت مسیحؑ کی بے باپ ولادت کو تسلیم کر لیا تھا۔ دراصل مسیحؑ کے زمانے میں ولادتِ مسیحؑ بے باپ کا عقیدہ موجود ہی نہ تھا۔ اگر یہود کو مسیحؑ کی بے باپ ولادت کا شبہ تک ہوتا تو وہ بلا توقف حضرت مریمؑ کو سنگسار کر دیتے۔ جیسا کہ وہ حضرت مسیحؑ کی نبوّت کے زمانے میں ایک زانیہ کو سنگسار کرنے کے لئے مسیحؑ سے فتویٰ لینے آگئے تھے۔ یا کم از کم مریمؑ کو قوم سے نکال دیتے۔ اور پھر انہیں کبھی منہ نہ لگاتے۔

بے باپ ولادت کے برعکس اناجیل میں کم از کم پانچ مرتبہ جناب یوسف نجّار کو مسیحؑ کا والد بتایا گیا ہے، یہ تو عربی جبرائیلؑ کا احسان ہے کہ انہوں نے مریمؑ کو قرآن میں مسیحؑ کی ولادت کی بشارت کا ذکر کیا۔ اور حضرت مریمؑ پر یہود کے اس بہتان کی مذمّت کی جو انہوں نے مریم پر راہبہ ہوتے ہوئے بچّہ جننے کا لگایا تھا۔ اور آج تثلیث پرستوں کے ہاتھ میں یہی ایک سہارا ہے۔ اگر آپ یہودیوں سے متعلق حُسنِ ظن رکھتے ہیں۔ تو اناجیل سے ایسا حوالہ دیجئے۔ جس سے ظاہر ہو کہ یہودی مسیحؑ کی ولادت بن باپ مانتے تھے اور اس کے باوجود انہوں نے مریم کو کچھ نہ کہا۔

ذاتِ الٰہی

اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کے ساتھ شریک ٹھہرانے کا سلسلہ بہت قدیم ہے اور جوں جوں انسان کا شعور بیدار ہوتا گیا۔ اس نے اللہ کی وحدانیت کو تسلیم کرنا شروع کیا۔ حضرت نوحؑ کے زمانے میں شمالی عرب، عراق اور جنوبی عرب میں کئی بُت پُوجے جاتے تھے۔ حضرت ابراہیمؑ نے توحید کا واضح تصوّر دیا اور عناصرِ قدرت اور بزرگانِ قوم کے بتوں کی پرستش کی شدید مخالفت کی۔ فلسطین اور حجاز میں توحید کے مراکز قائم کئے۔ اور حضرت موسیٰؑ کے عہد میں توحید کے قیام و استحکام کے لئے اللہ تعالیٰ کی پرستش پر شدّت سے زور دیا گیا۔

اسی زمانے کے ہندوستان میں توحید فی الکثرت کا تصوّر عام تھا۔ خدائی قوتوں اور اختیارات کے حامل لاکھوں دیوی دیوتاؤں کا تصوّر اللہ تعالیٰ کی مختلف صفات کا مظہر تھا۔ برہما۔ شیو۔ وشنو وغیرہ اللہ تعالیٰ کی پیدا کرنے، مدد کرنے اور مارنے کی صفات وغیرہ کے حامل تھے۔ چونکہ اَن دیکھے خدا کا تصوّر ان کے لئے مشکل تھا۔ اس لئے انہوں نے بُت تراشی کو رواج دیا۔ اور خدا کے نیک بندوں کے روپ میں آنے کے تصوّر کو اوتار کا مقام دیا۔ ہاں یہ سب بالکل شرک ہے۔

حضرت مسیحؑ انہی موسوی احکام کو از سرِ نو زندہ کرنے تشریف

لائے ۔ مگر رومی، یونانی، ایرانی ۔ سیریائی، مصری اصنام پرستوں کے دجل اور مخالفت کا حصار نہ توڑ سکے ۔ حتیٰ کہ آپ کے ایک شاگرد پولوس نے آپ کے مشن کے برعکس احکامِ شریعت کو لعنت ٹھہرایا اصنام پرستوں کے عقاید کو مسیحؑ کے دین میں شامل کیا ۔ حضرت مسیحؑ کے تربیت یافتہ رسولوں کی مخالفت کر کے ایک نئے دین کی بنیاد رکھی ۔ اور حضرت مسیحؑ کا مشن ناپید یا دھندلا ہو گیا ۔

گو ہمارے زمانے میں مسیحؑ کی بشریت کا اقرار اور ان کی الوہیت کی عجیب و غریب تصریحات کی جارہی ہیں ۔ حتیٰ کہ کسی کنواری کے بیٹا جننے کی تعلیم کا بھی انکار مسیحی علماء کی طرف ابھر کر سامنے آرہا ہے ۔ خود پادری برکت اے خاں لکھتے ہیں :۔

"خدا سے پیدا ہونا روحانیت کا ایک رشتہ ایمان اور ایک رشتہ محبت ہے اور الوہیت کا ایک عظیم مکاشفہ ہے ۔" ص٢

الوہیتِ مسیحؑ کا تصور ہندو دیوی دیوتاؤں کا چربہ ہے ۔ جسے الہیات کے تصورات کے ابھرتے ہوئے دباؤ کے نیچے مسیحی پادریوں نے بھی دبی زبان میں پیش کرنا شروع کر دیا ہے ۔ جس کی جھلک مذکورہ بالا سطور میں ملتی ہے ۔ مگر ہمیں یقین ہے کہ زیادہ عرصہ نہیں گذرے گا کہ شرک فی الذات والصفات کے بادل چھٹ جائیں گے ۔ اور انسان اور وحدہٗ لاشریک خدا کے درمیان حائل پردے اٹھ جائیں گے ۔ اور انسان اپنے خالقِ حقیقی کو

کما ھو باسمائہٖ و صفاتہٖ پہچان لے گا۔

ایک زندہ حقیقت

اس بات سے کسی کو اختلاف نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ازلی ابدی، بے ہمتا۔ وحدہٗ لاشریک، لیس کمثلہٖ شئی کے مصداق بے مثل ہے تمام کائنات کی تخلیق، ربوبیت اور فنا میں اسی کا قانونِ قدرت جاری و ساری ہے۔ اور اس کے سوا کسی مخلوق میں یہ صفات نہیں اور جب وہ بے مثل ہے۔ خالق ہے اور باقی تمام اشیاء اس کی قدرت کا عکس اور مخلوق ہیں۔ اور فی ذاتہٖ عارضی اور فانی ہیں۔ تو اسے یکتائی اور بے ہمتائی کی صفت کی موجودگی میں ایک دو تین میں سے ایک کہنا ہرگز درست نہیں۔ کیونکہ وہ وحدہٗ لاشریک ہے اس جیسا کوئی دوسرا نہیں۔ جس کے مقابلے میں اسے ایک کہیں۔ اور یہ اس کی کبریائی کے خلاف ہے۔ کہ اس نے اپنے جیسا کوئی اور بھی پیدا کیا۔ کیونکہ دوسرا خواہ کتنا بھی بڑا کیوں نہ ہو۔ وہ مخلوق اور فانی ہے۔ قائم بالذات نہیں۔ اور اگر اللہ تعالےٰ کی رحمت کا سہارا نہ ہو تو بڑی سے بڑی ہستی بھی پانی کے بلبلے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ اسی لئے انبیاءؑ نے اللہ کو ھواللہ احد (اللہ بے ہمتا ہے) وحدہٗ لاشریک اور لیس کمثلہٖ شئی کہا ہے۔

اس لئے ایک چیونٹی سے لے کر بڑے سے بڑے انسان کا اس کائنات میں کتنا ہی بڑا مقام کیوں نہ ہو۔ خدا کے مقابل وہ بے حقیقت ہے۔ وہ کچھ نہیں تھا۔ اسے جو کچھ ملا یہ اللہ تعالیٰ کا احسان اور فضل ہے وہ زندگی بھر اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے نیچے دبا رہا اور اللہ تعالیٰ نے جس وقت چاہا۔ اسے اس دنیا سے اٹھالیا۔ نہ اس کی تخلیق میں اس کا کوئی اپنا اختیار تھا۔ اور نہ ہی وہ صفحہ ہستی سے اٹھائے جانے کے خلاف کچھ قدرت رکھتا تھا۔ اور نہ ہی کبھی رکھے گا۔

پادری ماسٹر برکت اے خاں بار بار کہتے ہیں۔ کہ عربی جبرائیل اور مسلمان توحید فی التثلیث کو سمجھ ہی نہیں سکے۔ ہم ان کی توجہ ایک تاریخی حقیقت کی طرف مبذول کرانا چاہتے ہیں۔ کہ اسلام کے جس نقطۂ نظر کی وہ مخالفت کر رہے ہیں۔ الوہیت مسیح کے متعلق یہی وضاحت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے زمانہ کے مسیحی سلاطین، رؤسائے کلیسا اور عام مسیحیوں کے سامنے پیش کی۔ مگر کسی نے "عربی جبرائیل" کے دعاوی کی تغلیط نہ کی۔ بلکہ انہوں نے قرآن کے بیان کردہ دعاوی، اور حقائق کو درست تسلیم کیا۔ اور حبش کا عیسائی سلطان نجاشی، بحرین کا مسیحی حاکم منذر بن ساوی۔ حضرموت کا سردار اکیدر، بنی طے کا سردار عدی بن حاتم اور اس کے قبیلہ کے لوگ، نجران کے پادریوں اور مسیحیوں کی اکثریت اور دیگر ہزاروں مسیحیوں نے تثلیث کو چھوڑ کر اسلام کو قبول کر لیا اور حضرت مسیح اور آپ کی ان تعلیمات کو درست جان کر ایمان لے آئے جو

قرآن نے پیش کی تھیں۔ اور اگرچہ سیاسی مصلحتوں کی بنا پر ہرقل قیصرِ روم اور مقوقس والیٔ مصر نے اسلام کا اقرار نہ کیا۔ تاہم انہوں نے قاصدانِ اسلام کا کماحقہٗ احترام کیا۔ اور عقیدت مندی سے آپ کی خدمت میں تحائف بھیجے۔ خدا کرے عربی جبرائیلؑ کی بات آپ کی سمجھ میں بھی آجائے ورنہ

گر نہ بیند بروز شپرہ چشم
چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ترجمہ:۔ اگر چمگادڑ دن کے وقت نہیں دیکھ سکتی تو اس میں سورج کا کیا گناہ ہے۔

آپ کا یہ کہنا فضول ہے کہ اسلام نے بائبل سے تعلیمات لے کر مذہب کھڑا کر دیا۔ پادری جی اگر یہ سچ ہے تو آپ پھر اسلام کو قبول کیجئے۔ خاص کر جب کہ یہودیوں کے برعکس اسلام نے حضرت مسیحؑ اور ان کی والدہ کی بزرگی اور شرافت کی گواہی دی۔ آپ احسان فراموش کیوں بنتے ہیں۔

تاہم اگر پادری صاحب اپنی بے علمی پر اصرار کرتے ہیں تو ہم ان کو بتلاتے ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ہستی، شرک کی مذمت، نبیوں کی صفات اور صداقت، الہامی کتابوں کے اعلیٰ مقام اور معیار صداقت، قوموں کے عروج و زوال، اخلاقی تعلیمات، قیامِ قیامت۔ انسانی ارتقاء بندے اور خدا کے تعلق، صلح و جنگ کا فلسفہ و اہمیت، حقوقِ نسواں، وحدتِ نسلِ انسانی، شرفِ انسانیت ایسے بڑے بڑے مسائل

اپنی الہامی کتاب سے پیش کریں اور ان کے مقابل ہم قرآنی تعلیمات کو پیش کریں گے۔ ہم اپنے دلائل و استدلال کی بنیاد قرآن پہ رکھیں گے اور پادری برکت اے خان سے بھی تقاضا کریں گے۔ کہ وہ اپنے مذہب کی تعلیمات اور ان کی صداقت پر دلائل کا دعویٰ اور دلیل دونوں کتاب مقدس سے پیش کریں گے۔ اور اس طرح قارئین جان لیں گے۔ کہ قرآنی تعلیمات کتاب مقدس کا چربہ ہیں یا اپنا ایک اعلیٰ و ارفع مقام رکھتی ہیں۔ جن سے کتاب مقدس کو کوئی نسبت نہیں۔

خدا کی زوجہ کا تصور

پادری برکت اے خاں یوں رقم طراز ہے: ۔

"مسلمانوں نے یہودیوں کی دیگر مذہبی باتوں کے علاوہ مسیح ابن اللہ کی مخالفت کا سبق تو سیکھ لیا ہے۔ لیکن ان کو یہ سمجھ نہ آئی کہ مسیح یسوع کے الٰہی ابنیت کے دعویٰ کی تردید میں خدا کی زوجہ کا سوال کھڑا کرنا ان کی سخت غلطی ہے۔ کیونکہ خدا کے لئے زوجہ کا سوال کرنے سے ان کے ہی تصور خدا کے عقیدہ کی کمزوری ثابت ہوتی ہے۔"

پادری صاحب عقل و خرد سے کام لیتے تو خدا کی زوجہ پر قلم نہ چلاتے۔ قرآن نے مسیح کے ابن اللہ ہونے کی تردید میں کہا۔ کہ

"اگر مسیح خدا کا حقیقی اور صلبی بیٹا ہے تو پھر بیٹے کی پیدائش تو

زوجہ کا تقاضا کرتی ہے۔ کہ اللہ کی زوجہ اس کی جنس سے ہونی چاہیئے وہ زوجہ کون ہے؟"

آنحضرتؐ کے مخاطب اس ملک کے مسیحیوں نے یہ استدلال قبول کیا اور مسیحؑ کے ابن اللہ ہونے کے عقیدہ کو ترک کر کے قرآن کے سامنے سر جھکا دیا۔ اگرچہ دور دراز ملکوں کے مسیحی لاعلمی کی بنا پر اپنے مشرکانہ عقیدہ پر قائم رہے۔ مگر ہمارے زمانے میں ذرائع ابلاغ کی وسعت کی وجہ سے مسیحی علماء کو قرآن کے سامنے سر جھکانا پڑ رہا ہے۔ اور اب وہ یہ جان کر کہ جب خدا کی زوجہ نہیں تو حقیقی بیٹا بھی ممکن نہیں۔ اس لئے وہ مسیحؑ کی ابنیت کو روحانیت کا ایک رشتہ بیان کرنے لگے ہیں۔ فھو المراد نا۔

چونکہ آپ خود ہی اپنے موقف کو چھوڑ چکے ہیں۔ اس لئے قرآن حکیم پر اعتراض کی کہاں گنجائش رہی۔ بلکہ آپ نے تو قرآن کی اس صداقت کو تسلیم کر لیا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی زوجہ اور بیٹے کا تصوّر مشرکانہ اور لغو ہے۔ اور جناب مسیحؑ چونکہ خدا کے نبی اور اطاعت گذار بندے تھے۔ اس لئے انہیں اللہ کا قرب حاصل تھا۔ جس کے اظہار کے لئے کتاب مقدس میں نیک بندوں کے حق میں ابناء اللہ کا لفظ مجازی معنوں میں مستعمل ہے۔

ماسٹر و پادری برکت اے خاں نے اپنی تائید میں یہودیوں اور

حضرت مسیحؑ کا ایک مکالمہ پیش کیا۔ جو مسیحی عقیدہ ابنیت کی کمزوری کو ظاہر کرتا ہے۔ اس موقع پر مسیحؑ کے ایک سوال پر یہودیوں نے کہا۔ کہ ہم آپ کی مخالفت اس لئے کرتے ہیں کہ تو اپنے آپ کو خدا کہتا ہے۔ مسیحؑ نے جواب میں فرمایا کہ "اگر میں اپنے آپ کو خدا کا بیٹا کہتا ہوں۔ تو کیا خدا تعالےٰ نے ان کو خدا نہ کہا جن پر مجھ سے قبل مقدس کلام نازل کیا۔" (ملخص یوحنا ۱۰: ۳۲-۲۹)

ان الفاظ سے ظاہر ہے کہ اپنی ابنیت سے متعلق حضرت مسیحؑ کا عقیدہ ان یہودی مقدسوں سے مختلف نہ تھا۔ جو آپ سے پہلے ہو گذرے تھے۔

پس پادری صاحب! مسیحؑ کی کیا خصوصیت رہی۔ جب کہ وہ خود اپنے سے پہلے نبیوں ایسا ہونے کے مدعی اور اقراری ہیں۔ اس سچائی کو آپ کیوں قبول نہیں کرتے۔

جہالت کا ایک اور مظاہرہ

پادری صاحب موصوف لکھتے ہیں:۔

"اہلِ عرب عربی زبان کے علاوہ (پادری صاحب کی 'علاوہ' سے مراد 'سوا' ہے۔ ناقل) بائبل مقدس کی قدیمی الہامی زبانوں عبرانی لاطینی اور یونانی سے قطعاً ناواقف تھے۔" (صہ)

معلوم ہوتا ہے۔ کہ پادری صاحب کے ذہن میں الہامی زبان کا

کوئی واضح تصور نہیں یا وہ الہامی زبان کے مفہوم کو وسیع کر کے اپنے مذہب کی کمزوری کو چھپانا چاہتے ہیں۔ انجیل مقدس کا وہ الہامی متن دنیا سے غائب ہے جو حضرت مسیحؑ نے اپنے مقدس الفاظ میں یہودیوں کے سامنے پیش کیا۔ اور موجودہ اناجیل میں ان کی جو تعلیمات ملتی ہیں۔ وہ زیادہ سے زیادہ آپ کے الفاظ کا مفہوم پیش کرتی ہیں۔ کیونکہ چاروں اناجیل میں ان کی اکثر تعلیمات کا مفہوم مختلف یا متضاد ہے۔ جو ایک نبی کا الہامی کلام نہیں ہو سکتا۔
حضرت مسیحؑ کی الہامی زبان آرامی تھی اس لئے ہم پادری صاحب سے پوچھتے ہیں کہ یونانی اور رومی زبانیں الہامی کیسے ہوگئیں۔ محض اس لئے کہ پادری صاحب کے پاس حضرت مسیحؑ کی الہامی انجیل نہیں بلکہ جناب پولوس اور ان کے ہم مشنریوں کی تحریر کردہ یونانی اور رومی اناجیل کے تراجم ہیں۔ جن میں دو ہزار سال کی کاوش کے بعد اب بھی تبدیلی ہوتی رہتی ہے۔ اور چونکہ اس کے پس منظر میں مصلحت بیں انسانی ذہن کارفرما ہیں۔ اس لئے تراجم میں رد و بدل ہوتا رہتا ہے۔

الہامی زبان وہ ہے جو آسمانی تعلیمات کے اظہار کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرائیلؑ کے ذریعے انبیاءؑ کو ملتی رہی ہے۔ کیونکہ زبان کے اعلیٰ ترین محاسن کا علم محض ذات الٰہی کو ہی ہو سکتا ہے۔ کسی بشر کی زبان میں کماحقہٗ محاسن کی موجودگی ناممکن

ہے۔ اور اگر یہ تسلیم کیا جائے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے دل میں خیالات القاء ہوتے ہیں۔ اور ملہم ان خیالات کو اپنے الفاظ میں بیان کر دیتا ہے تو کونسا فرد ہے۔ جس کو اعلیٰ خیالات نہیں سوجھتے۔ اسطرح تو ہر فرد کے اکثر بیانات کو الہامی تسلیم کرنا ہوگا۔ لیکن اس کے باوجود یونانی اور رومی زبانیں الہامی نہیں ٹھہرتیں۔ کیونکہ یونانی اور رومی اناجیل صاحب الہام کے اپنے الفاظ کی عکاس نہیں۔ بلکہ ان کی آرامی انجیل کے تراجم ہی ہیں جنہیں کسی دوسرے شخص نے اپنے الفاظ میں پیش کیا۔

ماسٹر پادری صاحب! آپ کے ارادے کیطرح آپکے خیالات، تحریر اور استدلال میں پیچیدگی اور الجھاؤ بہت ہے۔ آپکی غرض مسلمانوں کو گمراہ کرنا ہے اور بدقسمتی سے آپ کو عربی زبان سے بے بہرہ ہونیکی وجہ سے قرآن فہمی سے کوئی تعلق نہیں۔ اور چونکہ آپ کو تلاش حق نہیں اسلام دشمنی سے واسطہ ہے۔ اس لئے آپ اس مکھی کی طرح جو چمن میں پھولوں کو چھوڑ کر گوبر کے ڈھیر کو تلاش کرتی ہے۔ آپ بھی قرآن کی واضح تعلیمات کو غلط رنگ میں پیش کرنے میں کوشاں رہتے ہیں۔ پھر نہ ہی آپ اناجیل کی تعلیمات کا شعور حاصل کر کے اس گورکھ دھندے سے نکلنا چاہتے ہیں۔ جس میں الجھے ہوئے ہیں۔ اس لئے آپ موٹے موٹے بے معنی الفاظ اور ترکیبات کا سہارا لیتے ہیں۔ ایک ہی وقت بہت سی اوٹ پٹانگ باتیں لکھتے ہیں۔ مگر آپ ان باتوں کو گول کر جاتے ہیں۔ جو انجیل اور مسیحی علم کلام سے متعلق اٹھائی جاتی ہیں۔

ہم ایک بار پھر ان سوالات کیطرف توجہ دلاتے ہیں۔ جو ہم پہلے بھی

کر چکے ہیں۔ اور آپ ان کو نظر انداز کرجاتے رہے ہیں۔ بتائیے۔

۱۔ انجیل کی الہامی زبان کیا تھی؟ (۲) حضرت مسیحؑ نے اپنی تعلیم کس زبان اور کن الفاظ میں دی؟

۳۔ اگر حضرت مسیحؑ کے اپنے الفاظ میں انجیل موجود نہیں تو اس بات کا کیا ثبوت ہے کہ موجودہ اصل یونانی انجیل حضرت مسیحؑ کی پیش کردہ آرامی انجیل کا صحیح ترجمہ ہے۔

۴۔ اگر موجودہ چاروں اناجیل حضرت مسیحؑ کی تعلیمات پر مشتمل ہیں۔ تو پھر ان میں اختلاف بلکہ تضاد کیوں پایا جاتا ہے۔

۵۔ تضاد اور اختلاف کی موجودگی میں کونسی ایک سچی ہے اور کونسی تین جھوٹی ہیں۔

۶۔ ان کے لکھنے والے کون لوگ تھے کیا مرقس، متی، لوقا اور یوحنا میں سے کوئی مسیحؑ کا تربیت یافتہ شاگرد تھا۔ اگر تھا تو اس کا انجیل یا تاریخ سے ثبوت دیجیے

۷۔ اگر ان میں سے آپ کا کوئی شاگرد نہ تھا تو انجیل نویسوں کا زمانہ اور تعلیم کے لحاظ سے مسیحؑ سے کیا تعلق تھا۔ انہوں نے کس کس سن میں اپنی اپنی اناجیل لکھیں اور انکی معلومات کا ذریعہ کیا تھا؟

۸۔ کیا ابتدائی زمانے میں مسیحی دنیا میں ایک سو سے زیادہ اناجیل موجود تھیں اگر تھیں تو پھر قسطنطین کے عہد میں نیقیہ کونسل میں یہ چاروں اناجیل کسطرح منتخب کی گئیں اور باقی اناجیل کیوں تلف یا غائب کر دی گئیں

۹۔ یہودیوں کے علاوہ مسیحی فرقوں رومن کیتھولک اور پراٹسٹنٹ کی کتاب مقدس میں کیوں اختلاف پایا جاتا ہے؟

۱۰۔ مسیحی دنیا ہر چند سال کے بعد جب اناجیل کا ترجمہ کرتی ہے۔ تو وہ ہر بار تراجم میں تبدیلی کیوں کر دیتی ہے۔ اور نئے ترجمے سے پہلے جو لوگ پہلے تراجم کی صحت پر ایمان رکھتے ہوئے فوت ہو جاتے ہیں کیا وہ گمراہ ہو کر جہنمی نہیں ہو جاتے۔

۱۱- کیا اناجیل کی ان کمزوریوں کے ہوتے ہوئے مسیحی عقاید پر کوئی معقول انسان ایمان لاسکتا ہے اور اسے نجات کی امید ہو سکتی ہے۔ (۱۲) اناجیل کے حوالے سے ثابت کیجئے کہ مسیح کے والد یوسف نجار نہ تھے اور حضرت مسیح یا مریم نے مسیح کی پیدائش بلا باپ بیان کی تھی۔ یا کبھی اس زمانے کے لوگوں نے مسیح کی بلا باپ پیدائش کا اظہار کیا؟

(۱۳) حضرت مسیح نے مصلوبیت سے پہلے شاگردوں سے فرمایا کہ وہ اپنی تعلیم ادھوری چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ تاکہ روحِ حق کو بھیجیں جو ان کی تعلیم کو مکمل ان کے مشن کو پورا اور ان کے مخالفوں کو جھوٹا ثابت کرے گا۔ وہ روح حق کون ہے جس نے یہ پیشگوئی کما حقہ پوری کی؟

۱۴- جب کہ حضرت یسوع مسیح بے باپ کے اللہ تعالیٰ کے کلمہ یعنی حکم سے جو بذریعہ جبرائیل حضرت مریم پر نازل ہوا۔ پیدا ہوئے تو پھر متی اور لوقا میں ان کا شجرہ نسب دینے کا کیا مطلب؟ متی کی انجیل میں ابراہیم تک ۴۲ پشتیں درج جبکہ انجیل لوقا میں ۵۴ پشتیں ہیں ماسٹر برکت اے خاں جی بتلایئے کہ یہ کیا گورکھ دھندا ہے، کہ حضرت مسیح کو یوسف نجار کا بیٹا ثابت کرنے کی لاحاصل سعی کی جارہی ہے۔ کیا حضرت مسیح کے بہن بھائی تھے۔ اگر انجیلوں کے مطابق تھے۔ تو ان کی قابلِ احترام پاک والدہ کنواری کس طرح ہو گئیں؟ ماسٹر برکت اے خاں غور کرو۔ یوں حضرت مسیح اور ان کی والدہ مطہرہ کو بدنام اور ذلیل کیوں کرتے ہو۔

اس وقت ہم ان ہی سوالات پر اکتفا کرتے ہیں۔ ہمیں امید ہے کہ جناب پادری برکت اے خاں ان پر مدلل روشنی ڈال کر اپنے علم اناجیل سے محبت اور مسیحی دنیا کی رہنمائی کا فریضہ انجام دیں گے۔